فرہنگ انیس مولفہ نائب حسین نقوی: ایک معتبر ادبی فرہنگ

ڈاکٹر غلام عباس
اسسٹنٹ پروفیسر اردو، سرگودھا یونیورسٹی، سرگودھا
گل باز
پی ایچ ڈی سکالر (اردو)، سرگودھا یونیورسٹی، سرگودھا

FARHANG-E-ANEES BY NAIB HUSAIN NAQVI

Ghulam Abbas, PhD
Assistant Professor of Urdu, University of Sargodha
Gull Baz
PhD Scholar (Urdu), University of Sargodha

Abstract

Farhang e Anees by Naib Husain Naqvi is the glossary of poetical texts of an important poet of Urdu, Meer Anees. This book was compiled by collecting all important words, idioms, compounds, phrases and sometimes ornamental words. Naqvi wrote maximum meanings of the word or term and brief explanations according to the usage in text. The preface of the book is very comprehensive in which he wrote about the basic rules of literary glossary and commented on its importance. This article is an analytical study which covers fundamental features of the book and its value and literary worth.

Keywords:
Verse glossary, Urdu language, Lexicography, Rasheed Hasan Khan, Naib Husain, Arabic, Persian, Urdu idiom

شعری متن کی فرہنگ ایک ادق کام ہے۔اردو میں ادبی متن اور بہ طورِ خاص شعری متن کی فرہنگ نویسی کی روایت سو برس سے زیادہ ہے لیکن فی الحال معیاری متنی فرہنگوں کی شدید کمی ہے۔اس کے بنیادی سبب دو ہیں۔ پہلا سبب تو یہ ہے کہ شعری الفاظ اور تراکیب اپنے سیاق وسباق،صوتی ولفظی ومعنوی تناسبات اور اجازت مجاز کے سبب تکثیرِ معنی کے سزاوار ہوتے ہیں۔اصول وضوابط،طریق کار اور معیار کے بارے میں مناسب مواد کی کمی ہے۔اسی کمی کو محسوس کرتے ہوئے،قبل ازیں چند سطور لکھی گئیں جو تحقیقی زاویے'شمارہ ۷،(۱) میں شائع ہوئیں۔اس مضمون میں ادبی فرہنگ کے لوازمات پر گفتگو کی گئی تھی۔موقف بھی اختیار کیا گیا تھا کہ اردو میں ادبی متون کی مناسب فرہنگوں کی بہت کمی ہے۔یہ مضمون اسی طرزِ فکر کی توسیعی شکل ہے۔اس میں ''فرہنگ انیس'' مؤلفہ نائب حسین نقوی کا جائزہ دو حوالوں سے لیا گیا ہے:

- ''فرہنگ انیس''،ادبی متن کی فرہنگ کے طور پر کن خصوصیات کی حامل ہے؟
- یہ کس حد تک ادبی متون کی فرہنگ سازی میں رہنمائی کر سکتی ہے؟

اس وقت، جب کہ اردو کے کلاسیکی شعری متون کے ساتھ ساتھ چند جدید شعرا کی حقیقی قرات کے لیے فرہنگوں اور تشریحات کی اشد ضرورت ہے، یہ کام بھی ضروری ہے کہ ادبی متون کی فرہنگ نویسی کی روایت کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے اور اردو میں اس حوالے سے جو معتبر کاوشیں ہوئی ہیں،ان کی خوبیوں کا اعتراف کیا جائے۔انھیں متعارف کرایا جائے اور مناسب تنقید کے بعد ان کے اندر نمونہ سازی کے امکانات کا جائزہ لیا جائے۔'فرہنگ انیس' مؤلفہ نائب حسین نقوی اس سلسلے میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔متنی معنی کا تعین ادبی فرہنگ کا بنیادی تقاضا ہے اور دیگر معلومات اور اطلاعات اس پر مستزاد ہیں۔یہ فرہنگ اس حوالے سے ایک دستاویز ہے۔پانچ سو صفحات پر مشتمل یہ فرہنگ ۱۹۷۵ء میں شائع ہوئی۔خود نائب حسین نقوی نے اردو میں اس کو کسی شاعر کے مکمل کلام کا احاطہ کرنے والی ادبی متن کی پہلی فرہنگ قرار دیا ہے۔نائب حسین نقوی لکھتے ہیں:

> ''علامہ عرشی کی مرتبہ فرہنگ غالب کی طرف خیال جاتا ہے کہ وہ اردو شاعری کی سب سے پہلی فرہنگ کہی جا سکتی ہے لیکن وہ غالب کے ایسے فارسی الفاظ پر مبنی ہے جس کے معنی ومطالب غالب نے بذاتِ خود لکھے ہیں اور وہ بھی غالب کی نثر ونظم کا احاطہ نہیں کرتی،اس کو مکمل فرہنگ غالب سے منسوب نہیں کیا جا سکتا۔۔۔اس کے بعد یہ عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ فرہنگ انیس اردو شعرا میں حرفِ اول کی حیثیت رکھتی ہے اور میری یہ تمام محنت اردو ادب میں پہلی اور بنیادی کاوش ہے''۔(۲)

اگر چہ ادبی فرہنگ نویسی کا ابتدائی کام ان شعرا یا ادبا کے کلام کی تدوین سے ہوا، جن کے آخر پر متن کے مشکل اور متروک الفاظ کے معانی درج کیے جاتے تھے۔عبدالعلی والہ کی وثوق صراحت(۳)،۱۸۹۶ء میں شائع ہوئی۔

اس فرہنگ کا طریقہ اندراج تشریحی کتب جیسا ہے جس میں ہر شعر کے بعد اس کے معنی کا اندراج ہے اور اس کے ساتھ جگہ جگہ مختصر توضیحات موجود ہیں کئی مقامات پر توضیحات طویل ہو کر تشریح کی شکل اختیار کر گئی ہیں ۔ یہ بھی مکمل کلام کا احاطہ نہیں کرتی تھی ۔ اسے ہم ادبی فرہنگ نویسی کا باقاعدہ نقطہء آغاز قرار دے سکتے ہیں ۔ اس ابتدائی نقش کے اسّی برس بعد یہ دعویٰ کہ "فرہنگ انیس" مکمل کلام کی پہلی فرہنگ ہے بہ ظاہر عجیب لگتا ہے لیکن حیران کن امر ہے کہ جس منہاج پر یہ فرہنگ تیار کی گئی اس کی کوئی مثال موجود نہیں تھی ۔ حالاں کہ اس دوران میں اچھا خاصا تشریحی ادب معرض وجود میں آ چکا تھا ۔

فرہنگ کے آغاز میں ابتدائیہ کے عنوان سے اس فرہنگ میں مشمولات اور فرہنگ کی خصوصیات کا جائزہ لیا گیا ہے ۔ فرہنگ نویسی کے حوالے سے جن دو اساسی امور کا ذکر نائب حسین نقوی نے کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

- جس شاعر یا ادیب کی فرہنگ بنانا مقصود ہے اس کے کلام میں کون سی خصوصیات ہونی چاہئیں ۔
- فرہنگ کے مشمولات کیا ہونے چاہئیں ۔

پہلا نکتہ کلام کی موضوعیت سے متعلق ہے جو انتخاب متن کی اساس فراہم کرتا ہے ۔ دوسرا نکتہ لوازم فرہنگ کی نشان دہی کرتا ہے ۔ بعد از انتخاب متن، یہ نکتہ فرہنگ نویس کی فرہنگ کی منہاج متعین کرتا ہے ۔

جس شاعر یا ادیب کی فرہنگ بنانا مقصود ہو اس کے کلام کے لیے وہ درج ذیل خصوصیات کو لازمی قرار دیتے ہیں:

- " کلام بلحاظ زبان و بیان قابلِ ذکر ہو ۔
- کلاسیکی طور پر عوام یا زبان دانوں کو اس کے ادب یا شاعری سے با اعتبارِ زبان کچھ نہ کچھ مواد مل جائے ۔
- شاعر اپنے عہد کا ایسا زبان دان ہو جس کی زبان اپنے معاصرین اور مابعد والوں کے لیے سند بن سکے اور اس کے روزمرہ اور بول چال کو زبان کی سند کے طور پر پیش کیا جا سکے نیز اس پر کسی کو اعتراضات کی کم سے کم گنجائش ہو سکے ۔
- اس کے کلام سے محاورات، اصطلاحات، روزمرہ اور بول چال کے لیے زیادہ سے زیادہ الفاظ مل جائیں جو اہل زبان کی گفت گو اور لکھنے پڑھنے میں معاون ہو سکیں ۔"(۴)

ان خصوصیات سے عمومی طور پر اختلاف ممکن نہیں لیکن اس دوسرے نکتے میں " کلاسیکی" کا وصف لاگو کیے بغیر جملے کو اس طرح پڑھا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا: "عوام یا زبان دانوں کو اس کے ادب سے یا شاعری سے با اعتبار زبان کچھ نہ کچھ مواد مل جائے" ۔ مثلاً نئے شعرا میں کئی شعرا ایسے ہیں جن میں لسانی مشکلات کی بنیاد کلاسیکی زبان میں نہیں بلکہ ان لسانی تشکیلات میں ہیں جن کو وہ اپنے زمانے میں روا رکھے ہوئے ہیں یا نا خیدہ و قبول کلمات و تراکیب میں ہیں ۔ اس لیے کلاسیکی کی شرط عاید کرنا درست نہیں ۔ فرہنگ کا بنیادی مقصد تو اس

متن کی تفہیم ہوتا ہے جس کی فرہنگ بنانا مقصود ہے۔ ہم کسی عہد کے نمائندہ یا رجحان ساز ادبا کے کلام کو مدِ نظر رکھ کر فرہنگیں مرتب کریں تو ہم اس پوری روایت کی لسانی پیش کش سے واقف ہو سکتے ہیں۔ اس کا ایک ضمنی فائدہ یہ ہے کہ یہ فرہنگیں آگے جا کر لغت نویسی میں بڑی معاون ثابت ہوتی ہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ متون کی فرہنگیں تیار کی جائیں جو اردو میں لغت نویسی کے خلا کو پر کرنے میں معاون ثابت ہوں۔ ایک جدید لغت کی تیاری کے لیے مولوی عبدالحق کی رائے ہے کہ "سارے اردو ادب کو چھاننا اور کھنگالنا پڑے گا۔" (۵) فرہنگ میں لفظ کو سند کے تناظر میں دیکھنا یا سند کی اساس ماننا، کلاسیکی لغیاتی تصور ہے۔ فرہنگ میں متن کے اندر معنی یا معنی کے دائروں کی نشان دہی فرہنگ کا اصل کام ہے۔ ویسے بھی فرہنگ میں تو متروک الفاظ بھی شامل ہوتے ہیں تو محاورہ حاضر کے لیے سند نہیں بن سکتے اس کی مثال رشید حسن خان کی کلاسیکی ادب کی فرہنگ ہے جو انھوں نے مختلف ادبی متون کی تدوین کے دوران ان کے آخر میں درج کی اور اب علیحدہ سے کتابی صورت میں شائع ہو چکی ہے۔ فرہنگ کے لیے انتخاب متن کے بعد نائب حسین نقوی نے ان مشمولات کا ذکر کیا ہے جن کا اندراج انھوں نے فرہنگِ انیس میں کیا ہے ان میں جزوی تبدیلی کی خواہش کے باوجود یہ مشمولات فرہنگ نویسی کے اصولوں میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ وہ بنیادی خصوصیات یا اصول ہیں جو کسی بھی متن کی فرہنگ مرتب کرنے اور اس متن کی تفہیم میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ کم از کم کلاسیکی متون میں اہل زبان اور فصحا کے کلام تک ان کا اطلاق پوری طرح ممکن ہے۔

فرہنگ کے معاملے میں دوسرا سوال مشمولات کا ہے۔ ان کے الفاظ میں:

"فرہنگ میں زیرِ نظر امور کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۔ عربی، فارسی کے مفردات شاذ ہی شامل کیے گئے ہیں اس لیے کہ وہ سب عربی، فارسی لغات میں مل سکتے ہیں۔

۲۔ مرکبات: اردو، فارسی، عربی، ہندی، سنسکرت کے باہمی مرکبات کو از اول تا آخر شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ فوجی ساز و سامان، ہتھیار اور متعلقہ اجزا حتی الامکان شامل کیے ہیں۔

۴۔ محاورات از اول تا آخر شامل ہیں۔ ممکن ہے کہ کچھ نظر انداز ہو گئے ہوں۔

۵۔ اصطلاحات مع استنادات موجود ہیں۔ روزمرہ بول چال کی نشان دہی کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ممکن ہے کہ روزمرہ اور بول چال کو الگ الگ کرنے میں کہیں کمی ہو گئی ہو۔

۶۔ ضرب الامثال اور مقولے کی الگ الگ نشان دہی کر دی گئی ہے۔

۷۔ ہندی اور سنسکرت کے تمام الفاظ، خواہ آسان ہوں یا مشکل شامل فرہنگ ہیں۔

۸۔تذکیروتانیث بھی لکھی گئی ہےاوراگر دونوں میں کوئی فرق ہےتو اس کی نشان دہی بھی کی گئی ہے۔

۹۔ضروری تشبیہات شامل ہیں۔

۱۰۔بعض مقامات پر استعاروں کی نشان دہی بھی کر دی ہے۔

۱۱۔عام صنائع بھی لکھ دی گئی ہے۔

۱۲۔ضروری تلمیحات الگ لکھ دی گئی ہیں"۔(۶)

یہ دراصل مشمولات فرہنگ کے کوائف ہیں۔درج بالا امور کے مطالعے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان میں بیشتر خصوصیات ایسی ہیں جو اگر متن میں پائی جاتی ہیں جس کی فرہنگ بنانا مقصود ہےتو ان کو لازمی طور پر شاملِ فرہنگ کرنا چاہیے۔البتہ پہلے امور پر اختلاف کی گنجائش موجود ہے کہ جس میں لکھا ہے کہ عربی اور فارسی کے مفردات کو شاذ ہی شاملِ فرہنگ کیا گیا جس کی وجہ یہ درج ہے کہ یہ فارسی اور عربی کی لغات میں مل جاتے ہیں۔ لغت سے مفردات کے معنی کا مل جانا ان کے عدم اندراج کا سبب ہےتو مؤلف نے جتنے مفردات دیے ہیں ان میں سے اکثر کے معنی کتب لغت میں موجود ہیں۔کئی کلماتِ عربی وفارسی ایسے ہیں جو ماخذی زبان سے مختلف معنوں میں اردو میں مستعمل ہیں۔آج کے قاری کے لیے یہ دونوں زبانیں اجنبی ہیں اور وہ ان زبانوں کو سمجھنے سے قاصر ہے سوائے ان الفاظ کے جو براہِ راست اردو زبان کا حصہ بن چکے ہیں ان میں سے بھی کئی الفاظ ایسے ہیں جن کی تفہیم آج کے قاری کے لیے مشکل ہو جاتی ہے۔یہ کہنا کہ وہ عربی اور فارسی کی لغات سے مل جاتے ہیں اس طرح تو فرہنگِ انیس میں شامل کئی محاورات ایسے درج ہیں جو ہماری لغات میں شامل ہیں۔اگرچہ ہماری لغات تمام محاوراتِ انیس کا احاطہ نہیں کرتیں لیکن فرہنگ میں ایسے بہت سے محاورات ہیں جو لغات میں درج ہیں۔اس طرح پھر ہندی اور سنسکرت کے الفاظ کے بارے میں کہا ہے کہ وہ تمام شاملِ فرہنگ کرنے کی کوشش کی ہے۔تو ہندی کی لغات بھی مل جاتی ہیں تو پھر ایسے الفاظ درج کرنے کی کیا ضرورت تھی جو ہندی لغات میں درج ہیں۔

الفاظ کو اس بنیاد پر فرہنگ میں شامل نہ کرنا کہ وہ ہماری لغات میں مل جاتے ہیں فرہنگ کی ضرورت واہمیت کو کم کر دیتا ہے۔فرہنگ میں ایسے تمام الفاظ کو شامل کرنا چاہیے جو متن کی تفہیم قاری کے لیے آسان بنا دیتے ہیں۔یہ فرہنگ نویس کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان لغات سے جو متن کی تفہیم میں معاون ثابت ہوتی ہیں یا متن کے الفاظ جن لغات میں شامل ہیں ان سے استفادہ کرے اور ایسی فرہنگ مرتب کرے کہ اس متن کی تفہیم کے لیے دوبارہ قاری کو ان لغات کی طرف نہ دیکھنا پڑے۔

ذیل میں فرہنگِ انیس کا مطالعہ ان اصولوں کی روشنی میں کیا جاتا ہے جن کا ذکر مرتب نے کیا ہے۔ فرہنگ انیس میں محاورات، تراکیب اور تمام الفاظ جو شاملِ فرہنگ کیے گئے ہیں ان کی تفہیم نائب حسین نقوی نے اس متن کے سیاق وسباق کے حوالے سے کی ہے جو فرہنگ نویس کا بنیادی کام بھی ہوتا ہے۔فرہنگ نویس کے لیے

سب سے زیادہ مشکلات متن میں موجود محاورات کی تفہیم میں پیش آتی ہے خصوصاً کلاسیکی شعرا کے محاورات اوران محاورات کو اس عہد کی روایت میں سمجھنا جس عہد میں ان کا استعمال کیا گیا ہے کافی مشکل کام ہوتا ہے۔ پھر میر انیس جیسے قادرالکلام شاعر کے محاورات جنھیں زبان وبیان پر بہت دسترس حاصل تھی اور انھوں نے اپنے کلام میں اپنے عہد کے محاورات کی ایک بہت بڑی تعداد استعمال کی۔ پھر ہماری لغات میں بھی میر انیس کے کلام میں موجود تمام محاورات درج نہیں ہیں کیوں کہ کئی محاورات ایسے ہیں جو صرف انیس نے ہی استعمال کیے ہیں دوسرے شعرا کے ہاں نہیں ملتے:

"موجودہ پہلی جلد میں کئی ہزار محاورات شامل ہیں۔ان میں بعض محاورات ایسے بھی ملے جو دوسرے شعرا کے یہاں تقریباً نایاب ہیں اور وہ میر انیس کے مخصوص کہے جاسکتے ہیں مگر وہ تمام کے تمام ہمارے موجودہ عہد میں بولے اور سمجھے جاتے ہیں اور آج کی زبان ان سے مانوس ہے"۔(۷)

نائب حسین نقوی نے کلام انیس میں موجود تمام محاورات کو شامل فرہنگ کرنے کی کوشش کی ہے۔جس کا ذکر وہ مشمولات میں بھی کر چکے ہیں۔ان محاورات کی تفہیم کے لیے انھوں نے مختصر توضیحات بھی درج کی ہیں جس سے ان محاورات کی تفہیم اور آسان ہو گئی ہے۔جہاں جہاں تشبیہ واستعارہ کی وضاحت کی ضرورت پڑی ہے وہ بھی کی ہے اور کسی جگہ اگر فکری وفنی حوالے سے محاورات میں تصرف کیا ہے تو اسی کا ذکر بھی ساتھ ساتھ کیا ہے۔انیس کے کلام میں اس عہد کے محاورات کے ساتھ ساتھ فوجی محاورات کا استعمال بھی کیا گیا ہے جس کی وضاحت انھوں نے اس محاورے کے ساتھ درج کی ہے اور محاورہ کے آگے فوجی محاورہ بھی لکھا ہے۔ذیل میں فرہنگ انیس میں شامل محاورات کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

امید ہونا (ار۔ع) یقین کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔

یقین ہونا (فتح کا)

ع: امید اُدھر تھی، یاس کا عالم تھا اس طرف (۸)

باگ اتار کے چڑھنا (ع)

(سواری کا محاورہ)

ع: چاہے تو ایک طفل چڑھے باگ اتار کے

گھوڑے کی باگ الگ کر کے سواری کرنا مشکل ہوتا ہے۔انیس نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔(۹)

برچھی پر سر چڑھنا: (ہ۔فوجی محاورہ)

شہنشاہیت کے عہد میں اپنے دشمنوں کا سر کاٹ کر نیزے پر رکھا جاتا تھا۔اس طرف اشارہ ہے۔

ع: سر چڑھے گا تیرا برچھی پہ یہ اس کا ثمر ہے۔(۱۰)

بہ طرفی پڑنا: (ار۔مح)

علیحدگی اور برخاست کا حکم عام ہونا

ع: لو برطرفی پڑ گئی مضمون کہن کی

عموماً شعرا نے برطرفی ہونا۔ برطرفی کرنا نظم کیا ہے میری نظر سے انیس کے علاوہ کسی دوسرے شاعر کا یہ محاورہ نہیں گزرا۔(۱۱)

پری کا مانگ نکالنا (ار۔مح)

دھار کو مانگ سے تشبیہ دی ہے۔تلوار کی دھار کا چمک دار ہونا

بجلی کو بھی تڑپا دیا تھا جلوہ گری نے تا ب اس کی نہ تھی مانگ نکالی تھی پری نے (۱۲)

ڈورا ڈالنا: (ہ۔مح) عموماً ڈورے ڈالنا مستعمل ہے۔

ع: آ گیا دام میں جس شخص پہ ڈورا ڈالا (۱۳)

آنکھیں ہرن ہونا: استعارہ کر کے تشبیہ کا کام لیا جا ہے۔

آنکھیں ہرن کی سی ہونا

ع: آنکھیں وہ ہرن شیر دبک جاتے ہیں جن سے

انیس نے آنکھوں کو ہرن سے استعارہ کیا ہے۔ (یہ دوسرا موقع ہے)(۱۴)

آنکھوں میں بجلیاں چمک جانا (ار۔مح)

نگاہوں کے سامنے بجلیاں سی آ جانا

(تلوار کے بار بار چمکنے کی طرف اشارہ ہے)

ع: بجلیاں تیغوں کی آنکھوں میں چمک جائیں ابھی (۱۵)

آنکھ کے تحت تمام محاورات فرہنگِ انیس میں ص ۷۶ تا ۸۳ درج ہیں۔ جن میں کلام انیس میں موجود آنکھ متعلق تمام محاورات شامل ہیں۔

تہِ خنجر دیکھنا (ار۔مح)

قتل ہوتے دیکھنا

اس مصرع میں "دیکھوں" مستقبل کے لیے نظم کیا گیا ہے۔

ع: ہے ہے تہِ خنجر تمہیں کن آنکھوں سے دیکھوں (۱۶)

تیر کے تحت تمام محاورات فرہنگ انیس میں ص ۲۵۱ تا ۲۵۲ پر درج ہیں جب کہ "تیغ" کے تحت ص ۲۵۳ تا ۲۵۶ پر تمام محاورات درج ہیں۔

زبان میں محاورے کی اہمیت اور بہ طورِخاص شعر میں محاورے کا فصیح استعمال شاعر کی قدرت کلام کو ظاہر کرتا ہے۔سید قدرت نقوی کلاسیکی محاورے کی بابت لکھتے ہیں:

> ''بزرگوں کے عہد کے جو محاورے ہیں ہمیں وراثتاً ملے ہیں۔ان پر غور و فکر کرنا اوران کا لسانی جائزہ لینا ہمارا کام ہے۔آج لسانیات ایک مبسوط علم ہے۔اس کی متعدد شاخیں ہیں۔محاوروں پر روشنی ڈالنے کے لیے لسانیات کی قریب قریب تمام شاخوں کے بنیادی اصول نظر میں ہونے ضروری ہیں۔''(۱۷)

درج بالا مثالوں میں محاورات کے معانی کی تفہیم کے لیے متن کے سیاق وسباق کے حوالے سے جو توضیحات درج کی گئی ہیں وہ محاورات اور متن کی تفہیم میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔مرتب نے محاورات کی متن کے سیاق وسباق کے مطابق تفہیم کی جو کوشش کی ہے اس میں وہ بڑی حد تک کامیاب دکھائی دیتے ہیں۔

محاورات کے بعد فرہنگ نویس کے لیے بنیادی مسئلہ تراکیب کے معانی کے تعین کا ہے کہ ان کے معانی کا تعین کیسے کیا جائے۔جب کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ مفرد الفاظ کے معانی کے تعین میں لغات کسی نہ کسی حد تک ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔اور ان لغات کی مدد سے فرہنگ نویس ان الفاظ کے معانی جو متن کے سیاق وسباق کے حوالے سے بنتے ہیں درج کر دیتا ہے۔اگر چہ ہمارے کلاسیکی ادب کے تمام مفرد الفاظ ہماری لغات میں شامل نہیں ہو سکے لیکن پھر بھی وہ محاورات اور تراکیب کے مقابلے میں ان کی ایک کثیر تعداد ہماری لغات کا حصہ بن چکی ہے۔

اس لیے تراکیب کے معانی کے تعین میں فرہنگ نویس مشکلات کا شکار بھی ہو جاتا ہے۔اکثر فرہنگ نویس تراکیب کے معانی کے تعین کے سلسلے میں متن کی تفہیم پہلے سے بھی مشکل اور پیچیدہ بنا دیتے ہیں۔جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تراکیب کے معانی کا تعین بھی لغات کی مدد سے کرتا ہے تراکیب کے الفاظ کو علیحدہ علیحدہ کر کے لغات کی مدد سے ان کے معانی دیکھتا ہے پھر وہ تراکیب کے معانی لکھ دیتا ہے جن سے تخلیق کار کے تراکیب کے استعمال کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اور متن کی تفہیم میں بھی مشکلات پیش آتی ہیں۔کیونکہ تراکیب کی ضرورت ہی اس وقت پیش آتی ہے جب مفرد الفاظ اس کے خیال کو ادا کرنے سے قاصر ہوتے ہیں، اس لیے تراکیب کے معانی کا تعین بھی اس پوری ترکیب کو سامنے رکھ کر متن کے سیاق وسباق کی روشنی میں کرنا چاہیے۔

فرہنگ نویسی میں تراکیب کے معانی کے تعین کے طریقہ کار کے سلسلے میں فرہنگِ انیس کافی رہنمائی کرتی ہے۔نائب حسین نقوی نے تراکیب کے لغوی معانی کی بجائے مرادی معانی درج کیے ہیں۔تراکیب کی تفہیم کے لیے متن کے سیاق وسباق کی روشنی میں جہاں توضیحات کی ضرورت پڑی ہے وہ بھی ساتھ درج کی ہیں جس سے تراکیب کے معانی اور متن کی تفہیم میں آسانی پیدا ہوئی ہے۔ذیل میں کچھ مثالیں فرہنگ نویسی سے درج کی جاتی ہیں:

آبِ زشت:

کنایہ: منحوس پانی، بد بخت پانی

ع: خیراب کچھ آرزو نہیں آبِ زشت کی (۱۸)

آسیبِ خزاں:

استعارہ: بے رونقی اور زوال کا صدمہ

ع: کس باغ پہ آسیبِ خزاں آ نہیں جاتا (۱۹)

آہوئے شب:

(رات کو آہو سے استعارہ کیا ہے)

رات کی تاریکی، رات کی خاموشی، سناٹا

ع: کھوئے ہوئے آہوئے شب نافۂ تار تار (۲۰)

اسپِ خوش قدم:

خوش رفتار گھوڑا

ع: کرتا تھا جا بجا تگ و دو اسپ خوش قدم (۲۱)

اندازِ فغاں:

۱۔ سوز اور فریاد کی لے

۲۔ رونے رلانے کا طریقہ

ع: اندازِ فغاں، مجھ سے فغانی سیکھے (تغزل)

(فغانی) ۱۔ فارسی کے مشہور شاعر کی طرف اشارہ ہے۔

۲۔ نالہ فریاد کرنے والا (۲۲)

دکانِ جواہر:

جواہرات اور موتیوں کی دکان، جواہرات فروخت کرنے کا موزوں مقام یہاں شاعر کی سخن وری سے مراد ہے۔

ع: ہنگامِ سخن کھلتی ہے دکانِ جواہر (۲۳)

عروسِ مصاف:

استعارہ: تلوار

جنگ کی دلہن، جلوہ دینے کی رعایت سے عروس استعمال کیا ہے۔

ع: جلوہ دیا جری نے عروسِ مصاف کو (۲۴)

کفِ خاک:

ہتھیلی کی خاک، کفِ خاک سے انسان کو استعارہ کیا ہے۔

کیا مدح کفِ خاک سے ہو نورِ خدا کی۔ (۲۵)

درج بالا تراکیب کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ فرہنگِ انیس میں تراکیب کے ممکنہ معانی کے تعین کے لیے جو طریقہ کار منتخب کیا ہے اس سے تراکیب کی معانی کے تعین میں وہ کامیاب رہے ہیں۔ تراکیب کے زیادہ تر مرادی معانی درج کیے گئے ہیں اور جہاں جہاں ضرورت پڑی ہے وہاں فنی و فکری حوالے سے جو توضیحات درج ہیں ان سے متن کی تفہیم میں بڑی مدد ملتی ہے۔

متن کی تفہیم میں خصوصاً شعری متون کی تفہیم میں صنائع بدائع کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ فرہنگ نویس کے لیے ضروری ہے کہ وہ جس متن کی فرہنگ مرتب کر رہا ہے اس میں جہاں جہاں ضروری سمجھے صنائع بدائع کی نشان دہی ضرور کرے۔ اگر فرہنگ نویسی کی روایت کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ صنائع بدائع کے بغیر فرہنگ نویسی سے ہم مطلوبہ نتائج اخذ نہیں کر سکتے۔

فرہنگِ انیس میں ہمیں بدیع و بیان کے حوالے خواہ وہ محاورات ہوں، تراکیب ہوں یا مفرد الفاظ ان سب کے معانی کے تعین کے لیے صنائع بدائع کی نشان دہی ضرور ملتی ہے جس سے معانی کے تعین کے ساتھ ساتھ متن کی تفہیم میں بھی رہنمائی ملتی ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے ادبی متون کی فرہنگوں میں ہمیں صنائع بدائع کے حوالے سے بہت کم توضیحات ملتی ہیں لیکن نائب حسین نقوی نے فرہنگِ انیس میں ان پر خصوصی توجہ دی ہے۔

> ''اس عہد میں جب کہ اردو ہی کا پڑھنا اور سمجھنا دشوار ہو رہا ہے تو صنائع بدائع کی طرف کون توجہ دے سکتا ہے لیکن یہ چونکہ مخصوص شاعری کی فرہنگ ہے لہٰذا طلبا و اساتذہ کے مفاد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے عام صنائع بدائع شامل کیے ہیں بعض مصرعوں میں دو اور تین تین صنائع آ گئے ہیں ان کی جا بجا نشاندہی کر دی گئی ہے۔ پھر بھی خاطر خواہ نہیں کر سکا ہوں'' (۲۶)

فرہنگِ انیس کی سب سے بنیادی اور اہم خصوصیت ہی یہ ہے کہ معانی کے تعین میں بدیع و بیان کے حوالے سے توضیحات درج ہیں۔ ادبی متون کی فرہنگوں میں ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر آپ کلامِ انیس کو فرہنگِ انیس کی روشنی میں پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کریں تو دوسری ادبی متون کی فرہنگیں ان متون کی تفہیم میں اتنی معاون ثابت نہیں ہوتیں جتنی فرہنگِ انیس سے کلامِ انیس کی تفہیم ہوتی ہے۔ فرہنگ میں محاورات اور تراکیب کے معانی کے تعین میں بھی صنائع بدائع کی نشاندہی کی گئی ہے ذیل میں فرہنگِ انیس سے صنائع بدائع کی علیحدہ سے مثالیں درج کی جاتی ہیں جن سے فرہنگ نویسی میں معانی کے تعین اور متن کی تفہیم میں ان کی ضرورت و اہمیت کی وضاحت ہوتی ہے:

آآ کے گرنا (ار۔بول چال)

کنایہ:قربان ہونا،خود بخود حاضر ہو کر خدمت بجالانا

ع: شمعِ تصویر پہ گرنے لگے آآ کے پتنگ (۲۷)

آنا نہ جانا (ار۔روزمرہ)

اپنی جگہ رہنا

سینکڑوں خون کیا اور کہیں آئی نہ گئی

(حسنِ تعلیل اور ایہام) (۲۸)

آبادی ہونا: (ار۔مح) حسنِ تعلیل

آبادی کا سبب ہونا

آبادی ہے لٹ جاتے جو گھر راہِ خدا میں (۲۹)

آتشِ نفس: (آگ کا دل رکھنے والا)

استعارہ: گھوڑا

ع: بجلی سے فزوں تھی تڑپ آتش نفسوں کی (۳۰)

اور ہو جانا: (صنعتِ حسنِ تعلیل)

زیادہ ہو جانا، بڑھ جانا

ع: مٹی سے آئینوں پہ جلا اور ہو گئی (۳۱)

بہت کم مثالیں درج کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سلسلے میں تراکیب اور محاورات کے ساتھ بھی ان کی نشاندہی کی گئی ہے۔یہاں علیحدہ سے چند مثالیں پیش کرنے کی بنیادی وجہ فرہنگ انیس میں صنائع بدائع کی خصوصیات کو نمایاں کرنا تھا اور یہ بتانا تھا کہ ان کی مدد سے متن کی تفہیم میں کتنی مدد ملتی ہے اور فرہنگ نویسوں کو شعری متون کی فرہنگوں میں ان پر خصوصی توجہ دینی چاہیے جس کی طرف نائب حسین نقوی نے توجہ دینے کی کوشش کی ہے۔

فرہنگ نویسی میں الفاظ کے معانی کے تعین کا مسئلہ اپنی جگہ لیکن اس سے بھی بنیادی مسئلہ فرہنگ نویس کے لیے الفاظ کے انتخاب کا ہوتا ہے کہ وہ فرہنگ میں کون سے الفاظ شامل کرے۔بعض اوقات ادبی فرہنگ کے لیے ایک دائرہ کار کا تعین کرلیا جاتا ہے اور اسی تناظر سے الفاظ منتخب کر کے ان کے معانی کا تعین کرلیا جاتا ہے جس میں محاورات، تراکیب یا تلمیحات کی فرہنگیں مرتب کی جاتی ہیں اس میں فرہنگ نویس کے لیے آسانی یہ ہوتی ہے کہ وہ متن سے اپنے مطلوبہ الفاظ کا انتخاب کر کے ان کے معانی کا تعین سیاق وسباق کے حوالے سے درج کر دیتا ہے۔

الفاظ کے انتخاب کا مسئلہ اس وقت درپیش ہوتا ہے جب کسی پورے ادبی متن کی فرہنگ بنانا مقصود ہو۔ ایسے میں فرہنگ نویس کون سے الفاظ فرہنگ میں شامل کرے اس کا بنیادی مسئلہ ہوتا ہے۔اس ضمن میں فرہنگ نویس کے لیے اس متن کا مطالعہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔بعض اوقات بڑے سادہ اور عام الفاظ متن میں بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔فرہنگ نویس کے لیے کوئی لفظ مشکل یا آسان نہیں ہوتا بلکہ ان الفاظ کی اہمیت متن کے حوالے سے ہوتی ہے۔اس سلسلے میں بھی فرہنگِ انیس ہماری رہنمائی کرتی ہے:

> ''بعض لوگوں کو یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ فرہنگ میں ایسے زوائد شامل ہیں جو ہمارے عوام کے زبان زد ہیں۔مثلاً ایسے، یہ، وہ، کوئی، اللہ، ایک، اک، ایک ایک اور وغیرہ لیکن ان کا مشمول شاعر یا ادیب کی مخصوص فرہنگ میں اس لیے ضروری ہے کہ مخصوص صوت اور لہجہ کے تغیر کے ساتھ ان الفاظ اور کلمات کے معنی میں کتنا فرق برتا گیا ہے اس قسم کے تمام الفاظ وکلمات ہماری زبان کے لیے ایک سرمایہ ہوسکتے ہیں ---لہجوں کے تغیر اور تبدل سے معنوں میں جو فرق پیدا ہوئے ہیں ان کا شمول محض معنوں کو سمجھانے کے لیے نہیں ہوتا بلکہ اس سے شاعر یا ادیب کی تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے اور فرہنگ کا یہی اصل مقصد اور صحیح تصور ہوسکتا ہے ورنہ فرہنگ کی افادیت میں کمی آجائے گی۔'' (۳۲)

فرہنگ انیس میں ایسے کئی عام الفاظ کا اندراج کیا گیا ہے جن الفاظ کے استعمال اور لہجہ کی ادائیگی سے معنوں میں فرق پڑتا ہے۔ان کے معانی کے تعین سے ان الفاظ کی حقی معنویت کا پتا چلتا ہے جن کو ہمارے اکثر فرہنگ نویس شاملِ فرہنگ بھی نہیں کرتے۔ذیل میں فرہنگِ انیس میں شامل چند سادہ اور مانوس الفاظ کی نشان دہی کی جا رہی ہے:

''آپ'' کے تحت ص ۱۶ پر پانچ مختلف معانی اور مثالیں درج ہیں۔
''اچھا'' کے تحت ص ۹۷ پر دس مختلف معانی اور مثالیں درج ہیں۔
''اس'' کے تحت ص ۱۰۲ پر مختلف معانی اور مثالیں درج ہیں۔
''اک'' کے تحت ص ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳ پر چوبیس مختلف معانی اور مثالیں درج ہیں۔
''اللہ'' کے تحت ص ۱۱۷، ۱۱۸ پر ۲۹ مختلف معانی اور مثالیں درج ہیں۔
''اللہ اللہ'' کے تحت ص ۱۱۸ پر ۱۰ مختلف معانی اور مثالیں درج ہیں۔
''اور'' کے تحت ص ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹ پر ۳۸ مختلف مثالیں اور معانی درج ہیں۔
''ایک'' کے تحت ص ۱۳۲، ۱۳۳ پر ۱۷ مختلف مثالیں اور معانی درج ہیں۔
''ایک ایک، ایک اک'' کے تحت ص ۱۳۳ اور ۱۳۴ پر ۲۷ مختلف مثالیں اور معانی درج ہیں۔

"بے" کے تحت ص ۱۸۱ پر پانچ مختلف مثالیں درج ہیں۔
"پر" کے تحت ص ۲۰۱ پر ۱۱ مختلف معانی اور مثالیں درج ہیں۔
"پہ" کے تحت ص ۲۱۲ پر ۹ مختلف معانی اور مثالیں درج ہیں۔
"کہ" کے تحت ص ۴۰۳ اور ۴۰۴ پر ۹ مختلف معانی اور مثالیں درج ہیں۔
"کیا" کے تحت ص ۴۰۶ پر ۱۵ مختلف معانی اور مثالیں درج ہیں۔
"وہ" کے تحت ص ۴۶۵ اور ۴۶۶ پر ۱۲ معانی اور مثالیں درج ہیں۔
"ہاں" کے تحت ص ۴۶۹ اور ۴۷۰ پر ۲۲ معانی اور مثالیں درج ہیں۔
"یہ" کے تحت ص ۴۸۱ پر ۳۲ مختلف معانی اور مثالیں درج ہیں۔

درج بالا مثالوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایسے سادہ اور عام الفاظ کو جب ادبی متون میں مختلف لہجوں اور مختلف سیاق وسباق میں ادا کیا جاتا ہے تو وہ متن میں کتنے مختلف معانی دیتے ہیں۔ادیب کی اس کاوش کو یقیناً فرہنگ نویس کو فرہنگ میں لازمی پیش کرنا چاہیے کیوں کہ ان کے معانی میں جو فرق موجود ہوتا ہے ان کی نشاندہی سے متن کی تفہیم کے ساتھ ساتھ تخلیق کار کے فنی معیارات کی نشان دہی بھی ہوتی ہے۔اسی نکتے پر بعد میں کئی فرہنگ نویسوں نے اپنا مؤقف دیا ہے۔ڈاکٹر اورنگ زیب عالم گیر نے "لغات ومحاورات نا سخ" مرتب کرتے ہوئے لکھا:

> "میں نے یہ پوری کوشش کی ہے کہ کوئی مشکل لفظ یا اصطلاح شامل لغت ہونے سے رہ نہ جائے۔ایسے الفاظ جو ایک حد تک پڑھے لکھے لوگوں کے علم میں ہیں یا عام لغت میں مل جاتے ہیں،انھیں شامل کرنے سے بچنے کی کوشش بھی کی ہے۔تاہم ایسے الفاظ جو عام استعداد کے قارئین کی علمی سطح سے بلند ہیں،انھیں شامل کیا جائے۔"(۴۳)

رشید حسن خان نے "کلاسیکی ادب کی فرہنگ" مرتب کرتے ہوئے،ان الفاظ میں اپنا مؤقف بیان کیا:

> "یہ واضح کر دیا جائے کہ سارے الفاظ کا گوشوارہ بنانا مقصود نہیں ہوگا۔عام لفظ جن کے معانی سبھی کو معلوم ہیں،وہ کسی معنوی تبدیلی سے یا کسی اور تغیر سے دوچار نہیں ہوئے،ایسے لفظوں کو ان دونوں جلدوں میں شامل نہیں کیا جائے گا۔"(۴۴)

تخلیق کار بعض اوقات ادبی روایت میں فنی وفکری حوالے سے نئے نئے تجربات کرتا ہے وہ تجربات فنی وفکری دونوں حوالوں سے موجود ہوتے ہیں۔وہ محاورات میں تصرفات کرتا ہے پرانی تراکیب کو نئے معانی عطا کرتا ہے،مذکر ونا نیث اور واحد جمع میں تصرفات کرتا ہے الفاظ کو نئے نئے معانی عطا کرتا ہے لغات سے انحراف کر کے لفظوں کو نئے معانی عطا کرتا ہے۔یہ تمام خصوصیات جو کسی بھی ادبی متن میں موجود ہوں فرہنگ نویس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان کی نشاندہی کرے کہ مصنف نے کہاں محاورات میں تصرف کیا ہے کون سے محاورات اس نے

نئے استعمال کیے ہیں کن پرانی تراکیب کو نئے معانی عطا کیے ہیں۔ جہاں جہاں تذکیرو تانیث یا واحد جمع میں تبدیلیاں کی ہیں ان سب کی نشان دہی کرے۔ فرہنگِ انیس میں نائب حسین نقوی نے اس طرف خصوصی توجہ دی ہے اور جہاں تک ہوسکا اور جہاں ضروری سمجھا ہے ان سب کی نشان دہی کی ہے خصوصاً تذکیرو تانیث اور واحد جمع کے حوالے سے فرہنگِ انیس میں جہاں جہاں انحراف موجود ہے اس کی نشان دہی ضرور کی گئی ہے۔ کہیں کہیں محاورات کے حوالے سے بھی جو تصرفات موجود ہیں ان کی نشان دہی بھی درج ہے۔ ذیل میں چند مثالیں فرہنگِ انیس سے پیش کی جاتی ہیں:

ارواح: (ع۔جمع)

روحیں۔ میر انیس نے واحد نظم کیا ہے۔

ارواح رسولانِ زمن روئے گی، اس کو

سر پیٹ کے زینب سی بہن روئے گی اس کو (۳۵)

اسباب (ار۔روزمرہ)

ذریعہ، سامان، وسیلہ

ع: بخشش کا میرے اب کوئی اسباب نہیں ہے

۲۔ میر انیس نے واحد نظم کیا ہے

وجہ، صورت

ع: آرام کی صورت، نہ کوئی زیست کا اسباب (۳۶)

اسرار (ار۔جمع)

میر صاحب نے واحد کے معنی میں نظم کیا ہے۔

بھید

ع: کھلتا نہیں کچھ مجھ پہ یہ اسرار میں صدقے (۳۷)

تبرکات: (ع، تبرک کی جمع) (انیس نے واحد نظم کیا ہے)

آں حضرت ﷺ کا مقدس، تبرک، چھوڑا ہوا سامان ۔ وہ سامان جس سے برکت حاصل کی جائے، صاحبِ برکت،

ع: لاؤ تبرکات رسالتؐ پناہ کا (۳۸)

جان (ف۔ار) روح

جان جمع نظم کیا ہے۔

ع: بولا وہ، لاکھ جان ہوں تو آقا پہ ہوں فدا (۳۹)

چھٹکارا ہونا (ہ۔جمع) فرصت ملنا، خلاصی ملنا

میر صاحب نے "اطمینان ہونا" کے معنی میں نظم کیا ہے۔

ع: آ گیا کبر کے جو موت آئے تو چھٹکارا ہو (۴۰)

صاحب (کلمہ تکریمہ)

میر انیس نے والدہ کے لیے صاحب نظم کیا ہے۔

ع: امت کے لیے والدہ صاحب نے سہے جبر (۴۱)

یادگار (ف) ا۔نشانی ۲۔علامت ۳۔اولاد

ع: منصب مبارک اے شہِ مرداں کے یادگار

نشانی، وارث

ع: بولی اے حسین محمد کا یادگار

(ان مصرعوں میں یادگار کو مذکر نظم کیا ہے) (۴۲)

فرہنگ میں اس طرح کے اندراجات میر انیس کی لسانی معراج کو ظاہر کرتے ہیں اور اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے روایت میں کیا کیا نئے تجربات کیے، کہاں کہاں تصرفات یا انحرافات کیے۔ فرہنگ نویسی میں ان امور پر خصوصی توجہ نے اس فرہنگ کو منفرد اور کسی حد تک ماڈل فرہنگ کے دائرے میں داخل کر دیا ہے۔ فرہنگ انیس کے آغاز میں تلمیحات کو درج کر کے ان کی وضاحت بھی درج کی گئی ہے تلمیحات کے علاوہ میر انیس کے کلام میں اسما و القاب، خاندانِ رسالت کے مختلف نام، میر انیس کا عرصۂ کارزار کے بارے میں موجود تمام الفاظ و اصطلاحات کو درج کیا ہے۔ اس طرح فرہنگ کے آخر میں تصاویر کے ذریعے مختلف جنگی اوزار، لباس وغیرہ کی نشان دہی بھی کی گئی ہے۔

فرہنگِ انیس (جلد اول) کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اردو میں ادبی فرہنگ نویسی میں یہ ایک عمدہ کام ہے۔ اگر چہ آغاز میں مرتب کے وضع کردہ فرہنگ نویسی کے متعلق بعض اصولوں سے اختلافات کی گنجائش موجود ہے، عملی طور پر نائب حسین نقوی کی محنت نے فرہنگِ انیس کی مدد سے نہ صرف کلامِ انیس کی تفہیم بہت آسان کر دی ہے بلکہ آنے والے فرہنگ نویسوں کے لیے ایک منفرد نقش بھی قائم کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) دیکھیے تحقیقی زاویے، الخیر یونی ورسٹی، شمارہ ۷، جنوری ۲۱۶ تا جون ۲۰۱۶ء، ص:۱۳۱ تا ۱۳۸

(۲) نائب حسین نقوی، فرہنگِ انیس (جلد اول)، انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی، ۱۹۷۵ء، ص ۳۱۔

(۳) عبدالعلی والہ کی "وثوقِ صراحت" طلبا کی ضرورتوں کے تحت لیے گئے نوٹس پر محیط ہے، جو نظام کالج میں تدریس کے دوران میں لیے گئے اور والہ کی وفات کے بعد ان کے فرزند مولانا عبدالواجد نے ۱۸۹۴ء میں شائع کی۔

(۴) نائب حسین نقوی، فرہنگِ انیس، ص ۱۴

(۵) مولوی عبدالحق، لغت کبیر اردو جلد دوم (حصہ اول) انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، ۱۹۷۷ء، ص ۵۴۔

(۶) نائب حسین نقوی، فرہنگِ انیس، ص ۴۴

(۷) ایضاً، ص ۴۵ (۸) ایضاً، ص ۱۲۲ (۹) ایضاً، ص ۱۴۴

(۱۰) ایضاً، ص ۱۵۵ (۱۱) ایضاً، ص ۱۵۶ (۱۲) ایضاً، ص ۲۰۶

(۱۳) ایضاً، ص ۳۱۴ (۱۴) ایضاً، ص ۸۳

(۱۵) ایضاً، ص ۸۰ (۱۶) ایضاً، ص ۱۴۸

(۱۷) قدرت نقوی، سید، لسانی مقالات (جلد اول)، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۸ء، ص:۲۴۰

(۱۸) ایضاً، ص ۵۹ (۱۹) ایضاً، ص ۶۸ (۲۰) ایضاً، ص ۸۵

(۲۱) ایضاً، ص ۱۰۳ (۲۲) ایضاً، ص ۱۲۴ (۲۳) ایضاً، ص ۳۷۲

(۲۴) ایضاً، ص ۳۹۸ (۲۵) ایضاً، ص ۳۹۸ (۲۶) ایضاً، ص ۲۸

(۲۷) ایضاً، ص ۵۷ (۲۸) ایضاً، ص ۵۷ (۲۹) ایضاً، ص:

(۳۰) ایضاً، ص ۶۰ (۳۱) ایضاً، ص ۶۳

(۳۲) ایضاً، ص ۱۲۹ (۳۲) ایضاً، ص ۲۳

(۳۳) اورنگ زیب عالم گیر، ڈاکٹر، لغات ومحاورات تاریخ، لاہور، ادارہ تالیف وترجمہ، جامعہ پنجاب، ۲۰۱۱ء ص: دیباچہ

(۳۴) رشید حسن خان، کلاسیکی ادب کی فرہنگ، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۲۰۱۳ء، ص:۱۴

(۳۵) ایضاً، ص ۱۰۱ (۳۶) ایضاً، ص ۱۰۳ (۳۷) ایضاً، ص ۲۳۱

(۳۸) ایضاً، ص ۲۶۳ (۳۹) ایضاً، ص ۲۸۱ (۴۰) ایضاً، ص ۳۶۱

(۴۱) ایضاً، ص ۴۷۷ (۴۲) ایضاً، ص ۴۸۰